رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ط

میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں	عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا	ظلمتیں کافور ہوجائینگی اکدن دیکھنا

خداتعالیٰ نے اسبات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں۔ اسقدر نشان دکھلائے ہیں۔ کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں۔ تو ان کی بھی اس سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔۔۔۔۔ لیکن پھر بھی × × × × × لوگ × × × × × نہیں مانتے۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۷)

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت بنام منیجر الفضل قادیان دارالامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

الفضل

چندہ مقامی خریداران ساڑھے چار روپے سالانہ

چندہ غیر ممالک سے ساٹھ روپے (۱۰ شلنگ)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

Digitized by Khilafat Library

جلد ۲	مورخہ ۲۶ - نومبر ۱۹۱۴ء مطابق ۶ محرم الحرام ۱۳۳۳ ہجری	نمبر ۷۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح خدا کے فضل سے بخیریت اصلاح قوم میں مشغول ہیں۔ قوم کے لئے ایسا درد اور محبت رکھنے والے انسان کا ملنا خداتعالیٰ کا خاص فضل اور ذرہ نوازی ہے۔

کئی احباب تعلیم دین سیکھنے کے لئے قادیان میں سکونت رکھتے ہیں۔ جو کہ مبلغین کی جماعت میں تعلیم پاتے ہیں۔ اسلئے اب تجویز ہے کہ مبلغین کی تعلیم کو اور وسعت دیجاوے۔ تاکہ ایسے احباب جو اپنی ملازمت سے رخصت لیکر تعلیم کیلئے آئے ہیں۔ وہ تھوڑے عرصہ میں کافی فائدہ حاصل کرسکیں۔

جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سرسہ سے اور جناب خانصاحب ذوالفقار علیخاں صاحب رامپور سے تشریف لائے

سالانہ جلسہ کیلئے جناب ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب بڑی جانفشانی اور محنت سے کاروبار سرانجام دے رہے ہیں۔ چونکہ اشیاء کا پہلے خریدا جانا ضروری ہے اسلئے تمام انجمنہائے احمدیہ کو چاہیئے کہ اسوقت چندہ بھیجنے کیلئے خاص کوشش کریں۔ تاکہ خرید گی اشیاء میں سہولت ہو۔

تازہ خبریں

سربی پسپائی۔ لنڈن ۲۰۔ نومبر۔ یہ امر اب صاف ہوگیا ہے۔ کہ آسٹریا کو سربوں کے خلاف حال میں معقول فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ اور خبر ہے۔ کہ سربی اب اپنی حکومت کو نش سے مقام اوسکب میں منتقل کرنے کا انتظام کر رہے ہیں۔ (اسکب مقدونیہ کا مشہور شہر ہے۔ جسے محاربہ بلقان میں سرویا نے ٹرکی سے فتح کیا تھا۔ محاربہ بلقان سے پہلے سرویا کی جو حدود تھیں۔ نش ان سے کچھ اوپر بلغراد سے ۱۳۰ میل بجانب جنوب واقعہ ہے۔ اسکب نش سے ۹۰ میل اور بجانب جنوب واقعہ ہے۔ وطن)

ترکی بندرگاہ پر روسی گولہ باری۔ لنڈن ۲۱۔ نومبر پیٹرزگراڈ میں سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ جمعرات کے روز روس کے جنگی جہازوں نے بحیرہ اسود کی بندرگاہ خوپا پر گولہ باری کی۔ یہ باطوم کی قریب ترکی سرحد میں ارض روم کے ساحل پر واقعہ ہے۔ جہاں سے ترک روسی علاقہ چورا کے درون کی سمت میں جارحانہ حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ بندرگاہ کی بارکیں۔ چونگی خانہ۔ میگزین اور اسلحہ تباہ کر دیئے گئے۔ ارض روم کی سمت میں ایک ترکی دستہ کو شکست دی گئی۔

سرویا کی شکست۔ لنڈن ۲۲۔ نومبر۔ سرویا میں آسٹروی فوج کے داخلہ سے بلغاریہ میں بہت اثر پڑا ہے۔ سرویا کی شکست سے بلقان کی موجودہ حالت میں بہت بڑی تبدیلی پیدا ہونے کا احتمال ہوسکتا ہے۔

وارسا پر حملہ کی تیاریاں۔ پیٹرزگراڈ ۲۱۔ نومبر۔ جنرل سٹاف کا اخبار آرمی منیجر مظہر ہے۔ کہ جرمن سپاہ مقام لوونزا اور سکرمی وس (پولینڈ) کے درمیان ہمارے محاذ کو توڑنے کی از سر نو کوشش کر رہی ہے۔ جس سے اس کا مقصد وارسا پر فوج کشی کرنے کا ہے۔ (لوونزا اور سکرمی وس وارسا کے مغرب کیطرف تھوڑے فاصلہ پر واقعہ ہیں) دشمن نے اسطرف بہت سی سپاہ روانہ کی ہے۔ انھوں نے کیلسی اور راڈوم کے درمیانی محاذ کو بھی توڑنے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہے۔ اور تمام محاذ سے انہیں پسپا کیا گیا۔

(ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر پبلشر و پرنٹر کیلئے شائع ہوا)

جنگِ یورپ

پولینڈ اور گالیشیا کی جنگ۔ لنڈن ۲۰۔ نومبر پیٹروگراڈ کی سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ جرمن دریائے وسچولا اور وارٹا کے درمیان ہماری لائن کو توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کل ہم نے جارحانہ کارروائی کی۔ جس میں ہمیں جزوی کامیابی حاصل ہوئی۔ لوڈز کے شمال مغرب میں بھاری توپخانہ کی ایک باتری دس جلد چلنے والی توپیں اور کئی سو قیدی ہمارے ہاتھ آئے۔ زنکودا۔ کراکو لائن کے محاذ پر لڑائی معمولی صورت اختیار کر رہی ہے۔ ۳ ہزار آسٹروی ہمارے ہاتھ آئے ہیں۔ اور ہم نے وسنیوز۔ گارلیس۔ ڈکلا۔ اور ادجک پر قبضہ کر لیا ہے۔

غرقابی۔ لنڈن ۲۰۔ نومبر۔ بقول ڈیلی نیوز ہمبرگ امریکہ کمپنی کا جہاز موسومہ اکیاٹا خلیج فارس میں غرق ہو گیا ہے۔ مگر اس کی کوئی وجہ ہنوز معلوم نہیں ہوئی۔

مصر میں امن وامان۔ قاہرہ ۲۱۔ نومبر۔ شہر قاہرہ میں کامل امن وامان ہے۔ اور لوگ حسب معمول اوقات بسر کر رہے ہیں۔ ہر شخص انور پاشا کی اس تعلی پر کہ وہ یہاں پہنچیگا تمسخر اڑا رہا ہے۔

امریکہ و ترکی۔ نیویارک ۲۱۔ نومبر۔ امریکن جہاز ٹنسی کے کپتان نے رپورٹ کی ہے۔ کہ امریکن کشتی پر فیر کرنے کی کارروائی مخاصمانہ فعل نہ تھا۔

طیارے۔ لنڈن ۲۲۔ نومبر۔ فریڈرکس ہیون کے اخبارات اس حملہ کا ذکر کرتے ہوئے جو زپلن شیڈ پر کیا گیا تھا۔ کہتے ہیں۔ کہ دو طیاروں نے پانچ بم گرائے۔ کچھ بم شیڈ کے قریب گرے۔ جن سے ایک آدمی ہلاک ہوا۔ اور پاس کی عمارتوں کو نقصان پہنچا۔ ایک غبارہ باز جو انگریز بیان کیا جاتا ہے۔ پیچھے گرایا گیا۔ جس کے سر اور ہاتھ کو زخم پہنچا۔ دوسرا بھاگ گیا۔

روسی پیشقدمی۔ لنڈن ۲۲۔ نومبر۔ روس کا تازہ ترین سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ وسچولا اور وارٹا کے درمیان لڑائی کا سلسلہ جاری ہے۔ اور زنکودا کے محاذ پر روسی مغربی گالیشیا میں بڑھے جا رہے ہیں۔

قیصر کا بیٹا۔ لنڈن ۲۲۔ نومبر۔ قیصر جرمنی کے بیٹے پرنس آگسٹ ولہلم کی ران ٹوٹ گئی۔ اور جبڑے کو خراش پہنچی۔ جبکہ وہ موٹر میں فوجی دورہ کر رہا تھا۔

بلقان۔ لنڈن ۲۱۔ نومبر۔ اس امر کا بڑی بیتابی سے انتظار کیا جا رہا ہے۔ کہ آیا اب دوسری بلقانی ریاستیں بھی کچھ کارروائی کرتی ہیں۔

اہل بویریا کی ناراضی۔ لنڈن ۲۱۔ نومبر۔ بویریا کی فوج کے افسروں میں ناراضی بڑھتی جاتی ہے۔ ان کی شکائیت ہے۔ کہ قیصر ان کو صف قتال میں سب سے آگے رکھنے سے ذبح کرا رہا ہے۔ چنانچہ بویریا کی چھ لاکھ فوج میں سے اسوقت ایک لاکھ دس ہزار سے زیادہ باقی نہیں بچے۔

کراکو۔ الہ آباد ۲۲۔ نومبر۔ کوپن ہیگن کی خبر ہے۔ کہ روسیوں نے شمال۔ مشرق اور جنوب کی طرف سے کراکو کا محاصرہ کر لیا ہے۔ صرف مغرب کی طرف ایک ریلوے لائین ابھی کھلی ہے۔

حمیدیہ کی گولہ باری۔ پیٹروگراڈ ۲۲۔ نومبر۔ ترکی کروزر حمیدیہ نے بندر ٹاپسہ پر ۱۲۵ گولے پھینکے۔ مگر کچھ نقصان نہ ہوا۔ صرف ۹ روسی ہلاک ہوئے۔

اٹلی کی غیر جانبداری۔ اٹلی کے قونصل مقیم بمبئی نے اعلان کیا ہے۔ کہ یہ بازاری افواہ محض غلط ہے۔ کہ اٹلی جنگ میں شامل ہونے والی ہے۔ اٹلی قطعاً غیر جانبدار رہیگی۔

روسی قبضہ۔ روسی داتا پر جو وادی خاط کی مشہور منڈی اور آمدورفت کا مقام ہے۔ قابض ہو گئے ہیں۔

لنڈن ۲۱۔ نومبر۔ فرانس اور فلینڈر میں عملی طور پر کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

لنڈن ۲۳۔ نومبر۔ نواب وزیر ہند کا تار بجانب حضور وائسرائے مظہر ہے۔ کہ جرمن اخبارات کیلے کی طرف پیشقدمی کی کوشش کی نسبت بالکل خاموش ہیں۔ اور پانچ ہفتہ سے انھوں نے کوئی ترقی نہیں کی۔

- - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - -

پیرس پر گولہ باری۔ پیرس ۲۳۔ نومبر۔ جرمنوں نے اتوار (۲۲۔ نومبر) کے روز پیرس پر شدید گولہ باری کی۔ منڈی اور ٹون ہال تباہ ہو گئے۔ سوڈا نز اور دیلی کے علاقوں میں بھی خاصی شدید گولہ باری ہوئی۔ باقی حصص میں کوئی قابل ذکر واقعہ نہ گذرا۔

ترکی و برطانیہ۔ مصری سرحد پر لڑائی۔ لنڈن ۲۳ نومبر مصر میں ہراولی فوجی چوکیوں پر ایک چھوٹی سی لڑائی ہوئی ہے۔ بیکانیر کے شتر سواروں کا دستہ خوب لڑا۔ اور اس نے دشمن کے کئی آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔

پولینڈ میں خونریز جنگ۔ سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ دریائے وسچولا اور وارٹا پر کمال عزم واستقلال کے ساتھ لڑائی جاری ہے۔ زنکودا۔ کراکو کے محاذ پر کوئی قابل ذکر تبدیلی وقوع میں نہیں آئی۔ آسٹریوں نے گالیشیا میں روسی حملوں کے دباؤ سے مجبور ہو کر مقام نیو ساڈک کو خالی کر دیا ہے۔ نیو ساڈک پر روسی قبضہ ہونے سے کارپیتھین کے تمام درے بند ہو گئے ہیں۔ کراکو اور زنکودا کے درمیان جو لڑائی ہوئی ہے اس میں روسیوں نے دو ہزار آسٹروی گرفتار کر لئے۔

مولوی شبلی کی رحلت۔ یہ خبر علمی حلقہ میں خصوصاً افسوس سے سنی جائیگی۔ کہ مولوی شبلی صاحب نے پندرہ روزہ بیماری کے بعد ۱۸۔ اکتوبر کو اپنے وطن اعظم گڈھ میں وفات پائی۔ مولوی صاحب موصوف علمیت کے لحاظ سے خاص شہرت اور ناموری رکھتے تھے۔ اور نظم اور نثر میں اپنے خیالات کا اظہار بہت عمدگی سے کرتے تھے۔ اور چند ایک مفید کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ آج کل سیرت نبوی لکھنے میں مشغول تھے۔ شاید دست قدرت نے اس کے پورا کرنے کی مہلت نہیں دی۔

بصرہ پر برٹش قبضہ۔ دہلی ۲۳۔ نومبر۔ عراق عرب میں برٹش افواج کو کامیابی ہو رہی ہے۔ ۱۱۔ ۱۵۔ ۱۷۔ نومبر کے نقصان سے دشمن پسپا ہو رہا ہے۔ برٹش جنگی جہاز کے پہنچنے سے پہلے ہی بصرہ خالی ہو گیا تھا۔ بصرہ پر جرنیل رائے برٹ کی فوج قابض ہو گئی ہے۔ دشمن کے بہت سے آدمی قصبہ میں زخمی پائے گئے۔ ۸ توپیں ہاتھ آئیں۔ وہاں کے عرب باشندے دوستانہ انداز کا اظہار کر رہے ہیں۔ برٹش رعایا بالکل محفوظ ہے اور شہر میں بالکل امن ہے۔

جرمن آبدوز غرق۔ لنڈن ۲۴۔ نومبر۔ محکمہ بحری کا اعلان ہے کہ سکاٹ لینڈ کے شمالی ساحل سے ۸ امیل پرے ایک برٹش پٹرولنگ جہاز نے جرمن آبدوز کو نقصان پہنچایا۔ ایک گھنٹہ کے بعد وہی آبدوز سفید جھنڈے کے ساتھ باہر سطح پر نمودار ہوئی۔ انگریزی تباہ کن جہاز کے پہنچنے پر اسکو تباہ کر دیا۔ انگریزی تباہ کن نے اس کے عملہ میں سے ۲۷ ملاحوں کو بچا لیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۱۴ء

جلسہ سالانہ کے متعلق چند ضروری ہدایات

ہمارا سالانہ جلسہ قریبًا بیس سال سے ہوتا ہے اور جو کام بیس سال سے ہو رہا ہو۔ اس سے جماعت کو اس قدر واقف ہو جانا چاہیئے کہ کسی اور ہدایت یا تحریک کی ضرورت باقی نہ رہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک ایسی تقریب ہے جو سال میں ایک دفعہ پیش آتی ہے۔ اور بارہ مہینوں میں بہت سی باتیں دوستوں کو بھول جاتی ہیں۔ اسلئے یاددہانی کرادینی ضروری اور مناسب ہے۔ تاکہ پھر ان کی یاد تازہ ہو جائے علاوہ ازیں ہماری جماعت اللہ تعالٰے کے فضل سے ہر سال ترقی کرتی ہے اور ہر جلسہ سالانہ میں پرانے احمدیوں کے علاوہ ایک بڑی جماعت نئے بھائیوں کی شامل ہوتی ہے۔ جو پچھلے تجربہ سے ناواقف ہوتی ہے اس لئے بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ سالانہ کے متعلق چند ضروری باتیں اپنے احباب کی خدمت میں پیش کردی جائیں۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ ناظرین اخبار خود بھی انپر غور کرینگے اور دوسروں کو بھی ان سے واقف کردینگے

۱- جلسہ کے لئے روپیہ کی ضرورت

اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں ہزاروں آدمی اکٹھا ہوگا وہاں روپیہ کی بھی سخت ضرورت پڑیگی۔ اور بیسیوں یا سینکڑوں کا نہیں بلکہ ہزاروں کا خرچ ہوگا۔ اسوقت انجمن خود مقروض ہے اور خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے مقروض چلی جاتی ہے گو کسی قدر قرضہ اترا بھی ہے اور اللہ تعالٰے کے فضل سے اتر رہا ہے اور روز بروز اس میں کمی ہے مگر جبتک قرضہ بکلی نہ اتر جائے اسوقت تک انجمن کسی زائد کام پر روپیہ نہیں خرچ کرسکتی۔ اور نہ اسکے پاس روپیہ جمع رہتا ہے کہ اسکو جاری کاموں کے علاوہ دوسرے کاموں کے لئے علیحدہ کرے ادہر اس سال بعض علاقوں میں قحط کے آثار ہویدا ہیں اور ضروری ہے کہ جلسہ سالانہ کے لئے بہت جلد جہاں سے سستی ارزاں اشیاء مل سکیں اکٹھی خریدی جائیں۔ مگر اسکے لئے پیشگی روپیہ کی ضرورت ہے اور جیسا کہ میں پہلے بتا آیا ہوں وہ اسوقت موجود نہیں۔ اس لئے سب سے پہلی ضرورت جس کی طرف احباب کو متوجہ ہونا چاہیئے یہ ہے کہ وہ جلسہ سالانہ کے خرچ کے پورا کرنیکی طرف متوجہ ہوں اور معمولی چندوں سے کچھ زائد رقم بہت جلد جلسہ سالانہ کے خرچ کے نام سے دفتر محاسب میں بھیجدیں۔ تاکہ منتظمین کے لئے دقتیں نہ پیش آئیں اور ایک کی جگہ دو روپیہ کا خرچ نہ پڑے اور یہ کوئی نیا چندہ بھی نہیں ہے ہر سال دوست اس چندہ میں حصہ لیتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اسدفعہ بھی وہ پہلے سے ہی اس چندہ کی فکر میں ہونگے لیکن ہمارا منشا ایک تو ان دوستوں کو یاد دلانیکا ہے جنکو کثرت اشغال کی وجہ سے یہ ضرورت بھول گئی ہو۔ دوسرے اسبات کی طرف متوجہ کرنے کا کہ اس دفعہ اس روپیہ کی ضرورت چند دن پہلے ہے اور اسی وقت روپیہ پہنچ جانا چاہیئے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ دفتر محاسب کی طرف سے بھی اس امر کے متعلق بار بار یاددہانی کرائی جائیگی۔

۲- کس قدر آدمی آئینگے؟

دوسری بات جو دوستوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ تمام جماعتوں کو ابھی سے جلسہ کرکے معلوم کرنا چاہیئے کہ کسقدر بھائی کسی جگہ سے تشریف لائینگے کیونکہ اسکے بغیر خود ان دوستوں کو بھی اور یہاں کے منتظمین کو بھی سخت تکلیف ہوتی ہے کیونکہ ایک جگہ کی جماعتوں کا ایک ہی جگہ رہنا ضروری اور مناسب ہوتا ہے لیکن جب ایک جگہ کے احباب اپنی آمد اور آنیوالوں کی تعداد سے اطلاع نہیں دیتے تو منتظمین جلسہ انکے لئے کوئی خاص جگہ مقرر نہیں کرسکتے اور جب وہ آتے ہیں تو تکلیف ہوتی ہے اور یا تو منتظمین کو بعض اہم کاموں کو چھوڑکر انکے لئے فورًا انتظام کرنیکی طرف متوجہ ہونا پڑتا ہے یا انکی جماعت کو مختلف کمروں میں تقسیم کرنا ہوتا ہے جس کی وجہ سے خود مہمانوں کو تکلیف ہوتی ہے پس بہتر یہی ہے کہ ہر ایک جگہ کی جماعتیں جلسہ کرکے دوسروں سے پوچھ لیں کہ کسقدر آدمی اس سال جلسہ پر جائینگے اور اسکی اطلاع افسر بیت المال کو کردیں تاکہ وہ انکے لئے پہلے سے ہی جگہ کا انتظام کر چھوڑیں اور بعد میں تکلیف نہ ہو ان جلسوں میں دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک بھی کیجائے اور زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو لانے کی کوشش کی جائے۔

ہماری اس تحریک کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اگر اطلاع دینے کے بعد بعض احباب جلسہ میں شامل ہونیکے لئے تیار ہوں تو وہ اس وجہ سے رکجائیں یا روکے جائیں کہ انکا نام پہلی تعداد میں شامل نہیں ہے بلکہ غرض صرف اسقدر ہے کہ قبل از وقت اطلاع سے منتظمین کو ایک حد تک سہولت ہو جاتی ہے۔ ورنہ اگر آخری دن تک دوست آنیکا ارادہ کرتے رہیں اور آنے والوں کی تعداد میں روزانہ زیادتی ہو تو ہماری عین خوشی ہے اور ہم اسے خدا کا فضل خیال کرتے ہیں۔

۳- بستر ساتھ ہونا چاہیئے

چونکہ جلسہ سالانہ پر ہزاروں آدمیوں کا اجتماع ہوتا ہے ایسے موقعہ پر بستروں کا مہیا کرنا موجودہ حالات میں قادیان میں ناممکن ہے آئندہ زمانہ کا حال خدا تعالٰی کو معلوم ہے۔ مگر ہمارا دل چاہتا ہے کہ خدا کرکے ہمیشہ ہمارے کاموں کا یہی حال ہے کہ ہماری کوششوں اور امیدوں سے بڑھکر کامیابیاں ہوں اور ہمارے سنبھالے سے نہ سنبھلیں بلکہ محض خدا تعالےٰ کا فضل انکو پورا کرتا ہے اور وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے اسلئے احباب کو چاہیئے کہ بستر اپنے ساتھ لائیں تاکہ یہاں آکر تکلیف نہ ہو۔ سردی کے موسم میں بستر کے بغیر جسقدر تکالیف کا خطرہ ہو سکتا ہے اسپر زور دینے کی ہمیں ضرورت نہیں یہ بات ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے پس بستر کا مناسب سامان ضرور ساتھ ہونا چاہیئے ورنہ قادیان میں کی محدود جماعت اگر اپنے سب بستر بھی دیدے اور خود اتنے دن بغیر بستر کے گزارہ کرے تب بھی جلسہ سالانہ پر آنیوالوں کے دسویں حصہ کو بھی آرام نہیں پہنچا سکتی۔ پس بستر ضرور ساتھ ہونے چاہئیں۔

۴- عورتوں کے لئے مکان

یہ تجویز ہمیشہ سے زیر غور ہے کہ جلسہ سالانہ پر جو عورتیں آتی ہیں انکے لئے بھی کوئی مکان بنوایا جائے لیکن ابتک بوجہ قلت گنجائش اسکا انتظام نہیں ہوسکا لیکن پھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے مکانات میں انکے لئے گنجائش کیجاتی رہی ہے لیکن بعض احباب چاہتے ہیں کہ وہ اپنے بیوی بچوں سمیت کسی الگ مکان میں رہیں اور علیحدہ مکان کا مطالبہ کرتے ہیں اور ایسے وقت میں جبکہ مردوں کے لئے بھی مشکل ہو اور ہر ایک کونہ تو رہائش کے لئے استعمال کیا جارہا ہو الگ الگ مکانات کا ملنا نہایت مشکل ہوتا ہے پس اول تو جو احباب عورتوں کو ساتھ لائیں انکو اسبات پر رضامند ہوجانا چاہیئے کہ عورتیں عورتوں میں ہیں اور وہ مردوں میں ورنہ کم سے کم انکو آج سے ہی اطلاع دینی چاہیئے کہ ہمارے لئے الگ مکان کا انتظام کیاجائے تاکہ منتظمین جلسہ چند مکانات حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اگر انتظام نہ ہوسکے تو قبل از وقت ان احباب کو اطلاع دے سکیں تاکہ بعد میں انکو تکلیف و شکایت نہ ہو۔ (باقی دارد)

تاریخ اسلام

سیرۃ النبی

طہارت النفس ۔ استقلال

پچھلے ہفتہ ہم نے مختصراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ثابت کیا تھا۔ کہ آپ میں استقلال کا مادہ ایسے درجہ تک پایا جاتا تھا۔ کہ اس کی نظیر دنیا میں ملنی مشکل ہے۔ اب ہم اسی مضمون کو ایک اور پیرایہ میں بیان کر کے آپ کے استقلال کے ایک اور پہلو پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

جن لوگوں نے انسان کے اخلاق کا وسیع مطالعہ کیا ہے اور اس کی مختلف شاخوں پر نظر امعان ڈالی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ عوام میں جو اخلاق مشہور ہیں۔ ان سے بہت زیادہ اخلاق انسان میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن قلت تدبر یا اخلاق کی کثرت کی وجہ سے یا تو سب اخلاق ابتداء میں معلوم نہیں ہو سکے۔ یا یہ کہ ان میں سے ایک قسم کے اخلاق کا نام ایک ہی رکھ دیا گیا ہے۔ اور اخلاق کی چند انواع مقرر کر کے ان کے نام رکھ دیئے گئے ہیں۔ اور آگے ان کی شناخت اسماء کی بجائے تعریف ہی کافی سمجھ لی گئی ہے۔

استقلال بھی ایک نہائت مفید اور دوسرے اخلاق کو چمکا دینے والا خلق ہے۔ اسکی بھی کئی اقسام ہیں۔ جنکا نام لغت میں موجود نہیں۔ بلکہ سب اقسام کو استقلال کے نام سے ہی یاد کیا جاتا ہے لیکن انسانی اخلاق کا وسیع مطالعہ کرنے سے ہمیں یہ بات واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ اس خلق کی بھی کئی قسمیں ہیں۔

جنمیں سے دو بڑی قسمیں یہ ہیں۔ کہ ایک استقلال وہ ہوتا ہے۔ جسکا ظہور بڑے کاموں میں ہوتا ہے اور دوسرا وہ جسکا ظہور چھوٹے کاموں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ انسانوں میں دو قسم کے انسان پائے جاتے ہیں بعض ایسے ہیں۔ کہ اہم اور وسیع الاثر معاملات میں جب لگ جاتے ہیں تو گو ان کے راستہ میں خطرناک سے خطرناک مصائب پیش آئیں وہ اپنے کام سے دست برداری نہیں کرتے اور کل دنیا کی مخالفت کے باوجود اپنا کام کئے جاتے ہیں۔ لیکن انہی لوگوں میں بعض ایسے پائے جاتے ہیں کہ روزمرہ کے کاموں میں جو نسبتاً کم اہمیت رکھتے ہوں۔ یا ان کا دائرہ اثر ایسا وسیع نہ ہو جیسا کہ اول الذکر کا وہ استقلال نہیں دکھا سکتے بلکہ چند دن سے زیادہ ان کے ارادہ اور ان کے عمل کو ثبات حاصل نہیں ہوتا۔

اس جماعت کے خلاف ایک ایسی بھی جماعت ہے۔ جو چھوٹے اور محدود الاثر معاملات میں تو خوب استقلال سے کام کر لیتے ہیں۔ لیکن جب کسی مہتم بالشان کام پر ان کو لگایا جاوے تو ان کا استقلال جاتا رہتا ہے۔ اور وہ ہمت ہار بیٹھتے ہیں۔ اور سفوضہ کام کو پورا کرنے کے اہل ثابت نہیں ہوتے۔

پس ان دونوں گروہوں کو ہم گو صاحب استقلال تو کہینگے لیکن ہمیں یہ بھی ساتھ ہی اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ اگر ایک استقلال کی ایک قسم سے محروم ہے۔ تو دوسرا دوسری سے اور حقیقی طور پر صفت استقلال سے متصف انسان وہی ہوگا۔ جو دونوں صورتوں میں اپنے استقلال کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور خواہ امور مہمہ ہوں۔ یا امور محدود الاثر اسکا استقلال اپنا اثر ظاہر کئے بغیر نہ رہے۔

جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح عمری پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو آپ استقلال کی ہر قسم میں کامل نظر آتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات کہ ان امور میں جنہیں آپ نے اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لیا تھا۔ آپ کیسے مستقل مزاج ثابت ہوئے ہیں۔ پہلے لکھ آیا ہوں۔ اس جگہ یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ شرک کی بیخکنی اور حق کے پھیلانے میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استقلال کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ آپکے تمام کاموں سے آپ کی کبھی نہ تھکنے والی طبیعت کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضہ آپ کی اس عادت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرماتی ہیں۔

وکان یقول خذوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا واحب الصلوٰۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مادوم علیہ وان قلت وکان اذا صلی صلاۃ داوم علیہا۔ ترجمہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ عمل کیا کرو جس کے ادا کرنے کی تم میں طاقت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں ملول ہوتا یہاں تک کہ تم ملول نہ ہو جاؤ۔ (یعنی جسقدر بھی دعا اور عبادت کرو۔ اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں رکتا۔ ہاں تم خود ہی تھک کر رہ جاؤ تو رہ جاؤ۔ اس لئے استقدر عمل مت کرو۔ کہ آخر طبیعت میں نفرت پیدا ہو جائے۔ اور اسطرح اللہ تعالیٰ کے گنہگار بنو۔) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازوں میں سب سے پیاری وہ نماز ہوتی تھی جس پر دوام اختیار کیا جائے۔ خواہ تھوڑی ہی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی وقت نماز پڑھتے تھے۔ تو پھر اسوقت کو جانے نہ دیتے تھے۔ ہمیشہ اسوقت نماز پڑھتے رہتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس گواہی سے نہائت بین اور واضح طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال ہر رنگ میں کامل تھا۔ اور خواہ بڑے کام ہوں۔ یا چھوٹے۔ آپ استقلال کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ چنانچہ اس شہادت سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

۱۔ صحابہ کو استقلال کا سبق پڑھانا۔ اور ہمیشہ انہیں استقلال کی تعلیم دیتے رہنا۔ کیونکہ طاقت سے بڑھ کر کام کرنے کا نتیجہ ہمیشہ بے استقلالی ہوتا ہے۔ اور آپکا اس بات سے صحابہ کو روکنا در حقیقت انہیں استقلال کی تعلیم دینا تھا۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ جسمیں کوئی نبی آپکا شریک نہیں۔ کہ آپ قرآن کریم کے طریق کے مطابق جب کبھی کسی نیکی کا حکم کرتے یا بدی سے روکتے۔ تو ہمیشہ اس نیکی کے حصول کی آسان راہ ساتھ بتاتے۔ یا اس بدی کا اصل باعث ظاہر کرتے تاکہ اس سے اجتناب کر کے انسان اس بدی سے بچ جائے۔ اور اسی اصل کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استقلال کی تعلیم بھی صحابہ کو دی۔ یعنی انہیں منع فرما دیا کہ جس کام کو آخر تک نباہنا مشکل ہو۔ اس پر اپنی خوشی سے ہاتھ مت ڈالو۔ کہ اسطرح رفتہ رفتہ بے استقلالی کی عادت تم میں پیدا نہ ہو جائے۔

۲۔ اس شہادت سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ خود بھی اس تعلیم پر عمل پیرا تھے۔ اور اسی عبادت کو پسند فرماتے۔ جس پر دوام ہو سکتا ہو۔ خواہ وہ تھوڑی ہی ہو۔ اور اسطرح اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت دیتے۔ کہ آپ کسی کام میں خواہ چھوٹا ہو۔ خواہ بڑا۔ استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

۳۔ تیسرے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے۔ کہ نہ صرف عام کاموں میں بلکہ عبادت میں بھی آپ استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ اور یہ ایک خاص بات ہے۔ کیونکہ استقلال یا بے استقلالی کا اظہار عام کاموں میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایک دن خاص اثر اور جوش کے ماتحت خاص طور پر عبادت کرے۔ اور دوسرے دن نہ کرے۔ تو اسکا ایسا کرنا بے استقلالی نہیں کہلا سکتا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ اس صفت میں ایسے کامل تھے کہ آپ عبادت میں بھی یہ پسند نہ فرماتے۔ کہ ایک دن ایک عبادت کر کے دوسرے دن چھوڑ دیں۔ بلکہ جب ایک عبادت ایک دن کرتے تو دوسرے دن پھر کرتے۔ تاکہ اس کے ترک سے طبیعت میں بے استقلالی نہ پیدا ہو۔ اور یہ بات آپکے استقلال پر خاص روشنی ڈالتی ہے۔

خدا اور بندہ کا تعلق

دنیا میں مختلف مذاہب ہیں۔ اور وہ اس امر میں مختلف خیالات ظاہر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اور بندوں کا کیا تعلق ہے۔ بندوں کے اعمال میں اللہ تعالیٰ کا کہاں تک دخل ہے اور کہاں تک وہ اپنے اعمال پر قادر ہیں۔ لیکن اگر غور کیا جاوے تو سب مذاہب تین قسموں میں منقسم ہیں:-

(۱) بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جبراً انسان سے اعمال کرواتا ہے اور جو کچھ انسان کرتا ہے وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کا ہی فعل ہے۔

(۲) بعض کے نزدیک انسان اور خدا کا کوئی تعلق نہیں انسان کو پیدا کر کے خدا تعالیٰ نے اُسے چھوڑ دیا اور کہدیا کہ جاؤ تم جانو اور تمہارا کام۔ ہمیں اب تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ اب انسان نے اپنی عقل اور اپنے فہم سے سب کام کرنا شروع کیا نہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ذہنی ترقی میں اس کی مدد کی نہ اس کے افعال کی نگرانی نہ مذہبی ہدایت جو کچھ اس نے کیا خود کیا اور اپنے زور سے کیا۔

(۳) تیسرا مذہب یہ ہے۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور ایسا پیدا کیا کہ:-

انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتليه فجعلنه سميعا بصيرا - انا هدينه السبيل اما شاكرا و اما كفورا - انا اعتدنا للكفرين سلاسلا واغلالا وسعيرا - ان الابرار يشربون من كأس كان مزاجها كافورا - عينا يشرب بها عباد الله يفجرونها تفجيرا - ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ ایک ملی ہوئی بوند سے تاکہ اس پر انعام کریں۔ پس ہم نے اسے سننے والا اور دیکھنے والا بنایا ہم نے اسے راہ حق دکھائی تاکہ شکر گذار بنے یا کافر۔ ہم نے کافروں کیلئے زنجیریں۔ طوق۔ اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی ہے۔ تحقیق نیک لوگ ایسے پیالے پئیں گے جس میں کافور کی ملونی ہوگی وہ ایسے چشمے ہونگے کہ جس میں سے اللہ تعالیٰ کے بندے پئیں گے۔ لبالب بھر کر نکالیں گے۔ اچھی طرح بھر کر۔

پہلے مذہب والوں کو جب کوئی وعظ یا نصیحت کیجاوے یا اُنکے مذہب یا عقائد کا کوئی نقص اُنکے سامنے پیش کیا جاوے تو وہ کہدیتے ہیں کہ ہمارے افعال اللہ تعالیٰ کے افعال ہیں اور ہمارے اعمال اللہ کے اعمال۔ اور ہمارے عقائد اس کے بتائے ہوئے عقائد۔ کیونکہ وہ سب کچھ جبراً ہم سے کرواتا ہے جس طرح خدا چاہتا ہے۔ ہم سے کرواتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے۔ ہم عقیدہ رکھتے ہیں۔ دنیا کی نیرنگیاں منشاء الٰہی کا نتیجہ ہیں بلکہ وعظ سُن کر یہاں تک کہدیتے ہیں کہ:-

در کوئے نیک نامی مارا گذر ندادند
گر تو نے پسندی تغییر کن قضا را

دوسرے مذہب کے ماننے والے دُعا کے اثر سے قطعی منکر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا کیا دخل ہے اس نے دنیا کو پیدا کر دیا اب وہ بالکل الگ بیٹھا ہے۔ انسان جو کچھ کرتا ہے اپنے زور سے کرتا ہے

اب رہا تیسرا مذہب اور وہ اسلام ہے۔ وہ ایک طرف تو یہ کہتا ہے کہ انسان اپنے اعمال پر قادر ہے۔ اسکی نیکی بدی اس کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اور دوسری طرف یہ تعلیم دیتا ہے کہ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس کے سب کام چلتے ہیں۔ اور دُعا کو نہایت زبردست ہتھیار قرار دیتا ہے۔ چنانچہ اس دعوٰی کی تائید میں اسلام نے جو کچھ کہا ہے اس کے متعلق میں ایک آیۃ پہلے لکھ آیا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:-

(۱) ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے

(۲) ایک نہایت حقیر چیز سے جو ایک قطرہ سے زیادہ نہ تھی پیدا کیا ہے

(۳) وہ قطرہ مفرد نہ تھا بلکہ بہت سی چیزوں سے مرکب تھا

(۴) اور اُسے مرکب نطفہ سے بنانے کی وجہ یہ تھی کہ ہم اس پر احسان اور انعام کرنا چاہتے تھے

(۵) چنانچہ اس انعام کو پورا کرنے کے لئے جو نہایت ضروری طاقتیں تھیں یعنی سمع و بصر۔ انہیں ہم نے اُسے مرتبہ کمال دیا اور سمیع اور بصیر کر دیا

(۶) جب اس کے اندر کمال کے سب قوٰی پیدا ہو گئے۔ تو ہم نے راہ حق بتائی۔ کہ اس پر چلکر تم ترقی کر سکتے ہو

(۷) اس راہ حق بتانے سے ہماری یہ غرض تھی کہ وہ ان طاقتوں سے کام لے جو ہم نے اس کے اندر پیدا کی تھیں اور دوسری مخلوق سے ممتاز ہو کر دو راہوں میں سے ایک پر چل پڑے (۱) شاکر اور فرمانبردار بندہ بنجائے (۲) نافرمان اور ناشکر ہو جائے

(۸) مگر یہ دونوں راہیں ہم نے برابر نہیں رکھیں۔ بلکہ ایک جسکا نام کفر رکھا ہے۔ اس کا نتیجہ سزا اور دُکھ ہوگا اور (۲) جس کا نام شکر رکھا ہے۔ اس کا نتیجہ ترقی اور ارتقا ہوگا۔ اور ایسے لوگ بڑے بڑے انعامات حاصل کرینگے مگر یہ سب کچھ ان انعامات کے بدلہ میں ملیگا جو وہ کرتے رہے ہیں اور انکی کوششوں کا نتیجہ ہوگا

اس بیان میں ایک طرف تو مذکورہ بالا دونوں غلط دعووں کا رد فرمایا ہے۔ اور دوسری طرف انسان اور خدا کے حقیقی تعلق پر روشنی ڈالی ہے

پہلا مذہب جو اباحت کا مدعی ہے کہ جو کچھ کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے اس کا رد تو یوں فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو پھر اس نے اس کی دو قسمیں کیوں بنائی ہیں ایک کو شاکر اور ایک کا فر بنتے۔ اور ایک کو سزا۔ اور ایک کو انعام دینے کی وجہ کیا ہے اگر جبر سے کام کراتا ہے تو پھر زور سے کروائے ہوئے کام پر سزا اور جزا کیوں؟

دوسرے مذہب کا یہ رد فرمایا ہے کہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت آتی رہتی ہے۔ اور اس ہدایت کا منکر سزا پاتا اور اس کا ماننے والا سکھ پاتا ہے اگر خدا تعالیٰ انسان کو پیدا کر کے فارغ ہو گیا ہے۔ تو پھر یہ بات کیوں ہے

پس معلوم ہُوا کہ یہ دونوں عقیدہ غلط ہیں اور سچا عقیدہ یہی ہے کہ:-

(۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسا پیدا کیا ہے کہ وہ ترقی کر سکتا ہے اور اس کے اندر مختلف قوے ہیں اور ایک بات کو سُنکر اور دیکھ کر وہ ایک نتیجہ اخذ کرتا ہے اور پھر اس پر عامل ہوتا ہے

(۲) مگر چونکہ اپنے ذہن سے اس ہستی کا پتہ لگانا جو وراء الورا ہے۔ انسان کیلئے ناممکن تھا۔ اسلئے وہ خود ہدایت بھیجتا ہے

(۳) کسی پر اس ہدایت کے ماننے کے لئے جبر نہیں کرتا۔ کیونکہ جبر سے انسان انعام کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان پر انعام کرے

(۴) لیکن انسان کو ہدایت کی طرف متوجہ ہونے کے لئے نیک و بد اعمال کے نتائج مرتب ہوتے رہتے ہیں۔ تاکہ انسان غفلت سے بیدار ہے۔ اور نتائج کو دیکھ کر نیکی کی طرف راغب رہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۲۰ نومبر ۱۹۱۴ء کو دیا

اولم یھد لھم کم اھلکنا من قبلھم من القرون یمشون فی مسٰکنھم۔ ان فی ذالک لاٰیٰت۔ افلا یسمعون۔ اولم یروا انا نسوق الماء الی الارض الجرز فنخرج بہ زرعاً تاکل منہ انعامھم وانفسھم افلا یبصرون

جسمانی اعضاء

اللہ تعالےٰ نے انسان کو کچھ اعضاء عطا فرمائے ہیں۔ ہاتھ ہیں۔ پاؤں ہیں کان ہیں۔ آنکھیں ہیں۔ ناک ہے۔ زبان ہے۔ اور یہ اس لئے دیئے ہیں۔ کہ انسان محتاج ہے۔ بہت سی اشیاء کا۔ اور وہ اشیاء تمام دنیا میں پراگندہ اور منتشر ہیں۔ اور دوسری مختلف قسم کی ایسی اشیاء میں ملی ہوتی ہیں۔ جو کہ بعض انسان کے لئے مضر ہیں اور بعض مفید ہیں۔ اس لئے خداوند تعالےٰ نے انسان کے اعضاء تین قسم کے بنائے ہیں۔ ایک وہ اعضاء جن کے ذریعہ سے انسان اپنی ضرورت کی چیزوں تک پہنچ جاتا ہے۔ یا ان کو اپنے تک لا سکتا ہے۔ دوسرے وہ اعضاء ہیں۔ جن سے انسان مخلوط چیزوں میں یہ فرق کر سکتا ہے۔ کہ کون میرے لئے مضر ہیں۔ اور کون مفید۔ اور کونسی ایسی ہیں۔ جن کا استعمال کرنا چاہیئے۔ اور کونسی ایسی ہیں۔ جن کو اپنے گھر میں رکھنا چاہیئے۔ اور کونسی ایسی ہیں۔ جو پھینک دینی چاہئیں۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ بجائے نفع کے نقصان پہنچ جائے تیسرے وہ اعضاء ہیں۔ کہ جب کوئی چیز استعمال کی جائے۔ تو وہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مثلاً پاؤں انسان کو کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں۔ کوئی چیز جنگلوں میں۔ کوئی آبادیوں میں۔ کوئی پانی میں کوئی خشکی میں۔ کوئی پہاڑوں میں۔ کوئی غاروں میں ہوتی ہے لیکن پاؤں ان سب تک انسان کو پہنچا سکتے ہیں۔ پھر اس چیز کو ہاتھ پکڑ کر لے آتے ہیں۔ پھر کچھ حسیں ہیں۔ جن سے انسان ان چیزوں میں سے اچھی اور بری چیزوں کو پہچانتا ہے۔ کانوں کے ذریعہ اچھی اور بری آواز معلوم کرتا ہے۔ آنکھوں کے ذریعہ بھلی اور بری اشیاء میں تمیز کرتا ہے۔ زبان کے ذریعہ خوش ذائقہ اور بد ذائقہ کا پتہ لگاتا ہے۔ اور چھونے سے سخت اور نرم پہچانتا ہے۔ پھر اسی طرح ان چیزوں کے فوائد کے اثرات دیکھ کر عقل کے ذریعہ سمجھتا ہے۔ کہ کون میرے لئے مفید اور کون مضر ہیں۔

روحانی اعضاء

تو جس طرح انسان کے جسم کے لئے یہ اعضاء خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ اور ہر قسم کے اشیاء سے فائدہ اٹھانے اور ان کے نقصانات سے بچنے کے ذرائع بتائے ہیں۔ اسی طرح روحانی اعضاء بھی ہوتے ہیں۔ روحانی کان بھی ہوتے ہیں۔ روحانی آنکھیں بھی ہوتی ہیں۔ روحانی قوت ذائقہ بھی ہوتی ہے۔ اور روحانی حسیں بھی ہوتی ہیں۔ اور ان باطنی اعضاء کے ذریعہ ان چیزوں کو پہچانا جاتا ہے۔ جو روح کے لئے مفید یا مضر ہوتی ہیں لیکن افسوس کہ ان اعضاء سے بہت کم لوگ فائدہ اٹھاتے اور بہت تھوڑے ہیں ان کو استعمال میں لاتے ہیں۔ کسی شخص نے ایک لطیفہ لکھا ہے۔ اور ہے تو وہ لطیفہ ہی۔ مگر عقلمند انسان ہر ایک بات سے سبق حاصل کر کے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے یہ لطیفہ بھی فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ لکھا ہے۔ کہ کسی بادشاہ نے برسبیل تذکرہ اپنے ایک وزیر سے پوچھا۔ کہ دنیا میں اندھے زیادہ ہیں یا سوجاکھے۔ تو اس نے کہا حضور اندھے زیادہ ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ بات تو مشاہدہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اگر ہم بازار میں جائیں۔ تو ہمیں سوجاکھے بہت نظر آتے ہیں۔ اور اندھے بہت کم ہوتے ہیں۔ اور اگر تمہاری بات صحیح ہے تو تم اندھوں کی ایک فہرست بنا کر دکھاؤ۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ میں فہرست بنا کر حضور کے پیش کر دوں گا۔ اس کے بعد وہ کہیں بازار میں بیٹھ کر رسی بٹنے لگ گیا۔ چونکہ وہ بادشاہ کا درباری تھا۔ اور یہ کام اس کی حیثیت سے بہت گرا ہوا تھا۔ اس لئے جو کوئی گذرتا۔ اس سے پوچھتا۔ کہ جناب کیا کر رہے ہیں۔ تو وہ کہتا کہ رسی بٹ رہا ہوں۔ اور پوچھنے والے کا نام اپنی فہرست میں لکھ لیتا۔ حتیٰ کہ بادشاہ بھی جب اس راستہ سے گذرا۔ تو اس نے بھی یہی سوال کیا۔ کہ کیا کر رہے ہو؟ تو اس نے کہا۔ رسی بٹ رہا ہوں۔ اور بادشاہ کا نام بھی اسی فہرست میں لکھ لیا۔ دوسرے دن اس نے بادشاہ کی خدمت میں وہ فہرست پیش کر دی کہ دیکھئے حضور اندھے زیادہ ہیں۔ یا سوجاکھے۔ بادشاہ نے جب اپنا ہی نام سب سے پہلے دیکھا۔ تو حیران رہ گیا۔ اور پوچھنے لگا۔ کہ یہ کیا؟ اس نے کہا۔ کہ حضور میں رسی بٹ رہا تھا۔ اور جو گذرتا تھا یہی پوچھتا تھا۔ کہ کیا کر رہے ہو؟ حالانکہ جو کچھ میں کر رہا تھا۔ وہ ہر ایک کو نظر آتا تھا۔ چونکہ یہ لوگ باوجود دیکھنے کے پھر پوچھتے تھے۔ اس لئے میں نے ان کو اندھوں میں ہی لکھ لیا ہے۔ تو اس وزیر نے دنیا کے لحاظ سے ایک معقول بات کہی۔ اور وہ یہ کہ دنیا کے لوگ بہت چیزیں دیکھتے ہیں۔ لیکن ان کے نتیجہ تک نہیں پہنچتے۔ ان لوگوں کو تو چاہیئے تھا۔ کہ اس سے سوال کرتے۔ کہ کیوں ایسا کر رہے ہو؟ نہ کہ یہ کیا کر رہے ہو؟

دنیا میں اندھے زیادہ ہیں

اب اگر ہم اس اصل کے لحاظ سے دنیا میں غور کریں۔ تو اندھے بہت زیادہ ملیں گے۔ ایسے لوگوں کی گو جسمانی آنکھیں ہوتی ہیں۔ لیکن حقیقت کو نہیں دیکھتے۔ ان کے جسمانی کان ہوتے ہیں۔ لیکن اصلیت کو نہیں سنتے۔ ان کی جسمانی زبان ہوتی ہے۔ لیکن حق کی بات نہیں پوچھتے۔ اور اگر کسی کے یہ جسمانی اعضاء نہ بھی ہوں۔ تو کیا ہے۔ بڑی سے بڑی عمر انسان کی دو اڑھائی سو سال تک کی بھی اگر سمجھ لی جائے۔ حالانکہ آجکل تو کوئی بھی اس عمر تک نہیں پہنچتا۔ تو بھی ایک جسمانی اندھے کے لئے ایک محدود زمانہ تک یہ تکلیف ہے۔ لیکن روحانی اندھے کی حالت اس سے بہت بدتر ہوتی ہے۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو جسمانی اندھے تھوڑے ہوتے ہیں۔ مگر روحانی اندھے بہت زیادہ نظر آتے ہیں۔ وہ عبرتناک نظائر دیکھتے ہیں۔ مگر عبرت نہیں پکڑتے۔ تباہیوں اور بربادیوں کے حالات سنتے ہیں۔ مگر غور نہیں کرتے۔ ایک جسمانی اندھا کیوں برا سمجھا جاتا ہے۔ کسی کی آنکھیں ہیں اور کسی کی نہیں۔ تو اس میں حرج ہی کیا ہوا۔ یوں بھی تو دنیا میں ایک دوسرے انسان کے حالات میں فرق ہے۔ ایک بڑھئی کا کام کرتا ہے۔ تو دوسرا لوہار کا۔ ایک ایک کام کرتا ہے۔ تو دوسرا دوسرا اسی طرح اگر ایک کی آنکھیں ہیں۔ اور ایک کی نہیں۔ تو اس کو برا سمجھنے کی کیا وجہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ چونکہ اس کی تمیز کرنے کی ایک حس جاتی رہی ہے۔ اور وہ اپنے راستہ میں حائل ہونے والے گڑھے یا دیوار کو نہیں پہچان سکتا۔ اور وہ اپنے آپ پر حملہ کرنے والے دشمن کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ اپنے بچاؤ کی کوئی تدبیر کر سکتا ہے وہ نور اور ظلمت میں فرق نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ اوروں سے زیادہ دکھ اور تکلیف میں ہے۔ اور واقعی اس کے لئے بڑا دکھ ہے۔ اس لئے وہ رحم کے قابل ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ روحانی اندھا اس سے بہت زیادہ دکھ میں ہوتا ہے۔ اور اس کی حالت اس کی نسبت بہت زیادہ قابل رحم ہوتی ہے۔ ایک جسمانی اندھا آنکھوں کے نہ ہونے کی وجہ سے گڑھوں میں گرتا ہے۔ تاہم پھر بھی وہ لاٹھی سے

کچھ نہ کچھ اور بچ بچ معلوم کر ہی لیتا ہے۔ مگر روحانی اندھوں کے لئے کوئی ایسی لاٹھی نہیں ہوتی۔ کہ جس کے ذریعہ سے وہ اپنے آگے کے گڑھوں اور روکوں کو معلوم کر سکیں۔ جسمانی اندھا تو دوسروں کی بات سنکر سنبھل جاتا ہے۔ اور گڑھے میں گرنے یا کسی چیز سے سر ٹکرا لینے سے بچ جاتا ہے۔ مگر روحانی اندھے میں یہ عجیب بات ہوتی ہے۔ کہ وہ بہرہ بھی ہوتا ہے۔ اور جو روحانی بہرہ ہوتا ہے۔ وہ اندھا بھی ضرور ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی گونگا بھی ہوتا ہے۔ اور جب کسی انسان کی روحانی آنکھوں پر پردہ پڑ جائے تو ساتھ ہی اس کی دوسری حسیں بھی ماری جاتی ہیں۔ اس لئے روحانی اندھا بہت خطرناک مصیبت اور دکھ میں ہوتا ہے۔ لیکن باوجود اس حالت کے دیکھا جاتا ہے۔ کہ دنیا میں روحانی اندھے اور بہرے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

روحانی اندھے کون ہوتے ہیں

ایک نبی جب دنیا میں آکر آواز دیتا ہے تو بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ جو اس کی آواز پر کان دھرتے ہیں۔ پھر اس قلیل جماعت میں سے بھی بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جنکی آواز کو سن تو لیتے ہیں۔ لیکن ان کی بینائی کی طاقت بہت کمزور ہوتی ہے۔ اور پھر ایک وقت میں ماری ہی جاتی ہے۔ ایسے لوگ روحانی اندھے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں فرمایا ہے۔ کہ کیا ان لوگوں کو کوئی ہدایت نہیں دی۔ اس بات نے کہ ان سے پہلے کئی نسلوں اور قوموں کو ہم نے تباہ کر دیا ہوا ہے۔ ان سے پہلے بڑی بڑی قومیں دنیا میں ایسی گذری ہیں جو صدیوں تک حکومت کرتی رہی ہیں۔ مگر اب ان کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ اسوقت سب سے پرانی دنیا کی تاریخ دس ہزار سال تک کی ملتی ہے۔ اور بعض ممالک تو ایسے بھی ہیں۔ کہ جن کے تین چار ہزار سال سے پہلے کے حالات معلوم نہیں ہو سکتے۔ آج کل لوگ ان تباہ شدہ قوموں کے برباد شدہ مکانوں اور گھروں میں چلتے اور پھرتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ یہ ان کے لئے عبرت اور نصیحت کے نشان ہیں۔ ان کو دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ اور ان سے کچھ بھی نہیں سیکھتے۔ تو بتاؤ۔ کہ ان سے زیادہ اندھے اور کون ہوں گے۔ جو شخص ایک انسان کی آواز نہیں سنتا۔ وہ بہرہ کہلاتا ہے مگر ان کی نسبت تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہزاروں سال کی وہ قومیں جو تباہ ہو چکی ہوئی ہیں۔ ان کو چیخ چیخ کر سنا رہی ہیں۔ مگر پھر بھی نہیں سنتے۔ تو ان سے زیادہ بہرہ اور کون ہوگا۔ پھر فرمایا۔ یہ بہرے ہی نہیں۔ بلکہ اندھے بھی ہیں کیا انھوں نے دیکھا نہیں۔ کہ کسطرح ہم پانی لاتے ہیں۔ اور ایک بے برگ و گیاہ زمین جسمیں سبزی کا نام و نشان بھی نہیں ہوتا۔ پانی پڑنے کی وجہ سے اس میں سے کسطرح کھیتیاں اگ آتی ہیں۔ کیا یہ دیکھ کر بھی ان لوگوں کو ہدایت نہیں آتی اور یہ اس بات سے خوش نہیں ہوتے۔ کہ ان کے لئے بھی ہم نے سامان بنائے ہوئے ہیں۔ اور نبی ان سامانوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تو کیسے سرسبز ہو جاتے ہیں۔ حضرت ذکریا نے حضرت مریم سے جبکہ وہ بچہ تھیں پوچھا۔ کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے۔ تو انھوں نے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اس کہنے کا حضرت ذکریا پر اتنا اثر ہوا کہ اسی جگہ دعا کی۔ کہ اے الٰہی مجھے بھی اولاد دیجئے۔ تاکہ میں بھی اسی طرح کی باتیں اس سے سنوں۔ تو یہ نبیوں کا کام ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی چیز کو دیکھ کر بھی فائدہ حاصل کر لیتے ہیں۔ مگر جو لوگ کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے۔ ان کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تم ہر روز کھیتیوں کو دیکھتے ہو۔ اور کونسی ایسی جگہ ہے جہاں کھیت نہیں ہوتے۔ شاید مکہ والے کہہ دیتے۔ کہ ہمارے ہاں نہیں ہوتا۔ لیکن ان کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولم نمکن لهم حرما امنا یجبیٰ الیه ثمرات کل شئی رزقا من لدنا۔ کہ تم بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے تم پر تو بہت بڑھ کر فضل کیا گیا ہے۔ کہ تمام دنیا کے پھل تمہارے پاس کھینچے چلے آتے ہیں۔ لیکن پھر تم ہر روز دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ اور سنتے ہوئے نہیں سنتے۔ اس قسم کی مخلوق بڑی قابل رحم ہوتی ہے۔ اور یہ بڑے دکھ میں پڑی ہوئی ہوتی ہے۔

قرآن کی ترتیب الفاظ کی لطافت

تاکل منه انعامهم و انفسهم میں خدا تعالیٰ نے ایک بہت ہی لطیف ترتیب رکھی ہے انعام پہلے رکھا ہے۔ اور انفس کو پیچھے۔ کہ کھیتوں سے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں۔ اور یہ خود بھی کھاتے ہیں۔ حالانکہ انسان پہلے ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ سب چیزیں انسان کے لئے ہی بنائی گئی ہیں۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو پہلے رکھا ہے۔ اور چوپاؤں کے پیچھے فرمایا ہے۔ فلینظر الانسان الیٰ طعامه انا صببنا الماء صبا ثم شققنا الارض شقا۔ فانبتنا فیها حبا و عنبا و قضبا و زیتونا و نخلا و حدائق غلبا و فاکهة و ابا متاعا لکم و لانعامکم۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہاں قرآن شریف نے ایک قاعدہ کلیہ بیان کر دیا ہے۔ کہ دنیا کی ہر ایک چیز انسان کے لئے ہے۔ اور اسی کے فائدے کے لئے بنائی گئی ہے۔ اور واقعہ میں چونکہ انسان خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہے۔ اس لئے ہر ایک چیز اسی کے لئے پیدا کی گئی ہے تو یہاں انعام سے پہلے انسان چاہیئے تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے پہلے ہی رکھا۔ لیکن کھیتی میں سے چوپائے انسان سے پہلے کھاتے ہیں۔ اور انسان تو کھیتی پک جاتی ہے۔ تب اس میں سے کھاتا ہے۔ اس لئے انسان کو اس جگہ پیچھے رکھا۔

نظارۂ عبرت کا سامان ہیں

اللہ تعالیٰ یہ کھیتوں کے نظارے اور گذری ہوئی قوموں کی باتوں کی نسبت فرماتا ہے۔ کہ ان میں بڑے نشانات ہیں یہ دو آیتیں جو میں نے پڑھی ہیں۔ ان میں خدا تعالیٰ نے ایک نہایت لطیف مضمون بیان فرمایا ہے۔ انسانوں کے تنزل کے دو ہی سبب ہوا کرتے ہیں۔ ایک استغنا کہ لوگ کہدیتے ہیں۔ کہ ہمیں کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کی نسبت فرمایا۔ اولم یهد لهم کم اهلکنا من قبلهم من القرون یمشون فی مسٰکنهم ان فی ذالک لاٰیٰت افلا یسمعون۔ تم کو کیوں پرواہ نہیں ہے تم سے کئی پہلی قوموں نے اسی طرح کہا تھا۔ اس لئے وہ تباہ و برباد ہو گئیں۔ تم ان کے تباہ ہونے سے نصیحت حاصل کرو۔ دوسرا سبب ناامیدی ہوتا ہے۔ ایسے لوگ کہدیتے ہیں۔ کہ ہم کیا کریں۔ ہم سے تو کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ ان کی نسبت فرمایا۔ اولم یروا انا نسوق الماء الی الارض الجرز فنخرج به زرعا تاکل منه انعامهم و انفسهم۔ کیا تم دیکھتے نہیں۔ کہ کیسی بنجر زمین ہوتی ہے۔ اسمیں ہم جب پانی ڈالتے ہیں۔ تو کھیتی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم جب خشک زمین سے سرسبز کھیتی پیدا کر سکتے ہیں۔ تو کیا ہم تمہارے دلوں میں کچھ نہیں اگا سکتے۔ ضرور اگا سکتے ہیں۔ تو یہاں خدا تعالیٰ نے ان دو تنزل کے سببوں کو توڑ دیا ہے۔

جماعت احمدیہ کو خطاب

تم لوگوں نے بھی دونوں نظارے دیکھے ہیں۔ ایک تو ان نظاروں کو قرآن شریف میں پڑھا ہے۔ پھر یہی نظارے تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ کیونکہ تمہارے زمانہ میں ایک خدا تعالیٰ کا مامور آیا۔ جسکا جن لوگوں نے انکار کیا۔ خدا نے تمہارے سامنے ان کو ذلیل کر دیا۔ قادیان آتے ہوئے راستہ میں بٹالہ ہے۔ وہاں محمد حسین ہی کو دیکھ لو۔ سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اسی نے کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ اُسوقت اس کی بہت عزت ہوتی تھی۔

مگر آج اس کو دیکھو۔ کہ کس حالت میں ہے۔ پھر بہت سی بستیاں مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے تباہ ہو چکی ہیں۔ تو تم نے یہ نظارے سنے۔ اور پڑھے ہی نہیں۔ بلکہ آنکھوں سے دیکھے بھی ہیں۔ پھر ایک انسان کو تمہارے دیکھتے دیکھتے خداتعالےٰ نے کامیاب کر کے دکھا دیا۔ اور لاکھوں انسانوں کی جماعت پیدا کر دی ہے۔ تم نے نہ پہلی تباہ شدہ قوموں کا حال پڑھا ہے۔ بلکہ اس زمانہ میں دیکھ لیا ہے۔ اور تمہارے سامنے کھیتیوں میں پانی برسنے اور ان کے اگنے کے ہی نظائر نہیں ہیں۔ بلکہ تم نے ایک ایسا کامل انسان دیکھ لیا ہے جس پر خدا نے اپنے فضل کا مینہ برسایا۔ اور اس کو سرسبز کر کے دکھا دیا تو دنیا عذر کر سکتی ہے۔ تو کرے۔ مگر تم خوب یاد رکھو۔ کہ تم کوئی عذر نہیں کر سکتے۔ تم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم نے کسی پر خدا کا عذاب نازل ہوتا نہیں دیکھا۔ اور تم نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہمیں معلوم نہیں۔ کہ خداتعالےٰ کی نافرمان قوموں کا کیا حال ہوتا ہے۔ اور ان کو کیا سزا ملتی ہے۔ اور تم یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہمیں کھیتیوں کے نظاروں سے نصیحت حاصل کرنا نہیں آتا۔ کیونکہ تم نے ان نظاروں کو دیکھ لیا ہے۔ پس تمہارے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔ تم اگر اپنی اصلاح نہ کرو گے۔ تو سب سے بڑے مجرم ہو گے۔ اس لئے تم اپنے اندر تغیر پیدا کر لو۔ تبدیلی کر لو۔ تمہارے لئے ہر ایک حجت پوری ہو چکی ہے۔ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور خدا کے فضل اور انعاموں سے استغنا مت کرو۔ خداتعالےٰ بڑی طاقت رکھنے والا ہے۔ لیکن اس کے فضل سے ناامید بھی نہ ہونا۔ دیکھو خدا تعالیٰ کا فضل جب آتا ہے۔ تو مٹی کو جس پر انسان بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ سرسبز کر دیتا ہے اور پھر لوگ اسی کے سیر کے لئے جاتے ہیں۔ تو گو اللہ تعالےٰ کے عذاب بڑے سخت ہوتے ہیں۔ مگر فضل بھی بڑے بڑے کرتا ہے۔ اگر خداتعالےٰ کا قہر بڑا ہے۔ تو رحم بھی بڑا ہے۔ سو تم خداتعالےٰ کے قہر سے ڈر کر اس کے رحم کے طالب ہو جاؤ۔ اور غضب سے ڈر کر فضل کے جاذب بن جاؤ۔ خداتعالےٰ بڑا رحیم و کریم ہے۔ ہم نے کب اس کے حضور عرض کیا تھا۔ کہ ہم میں مسیح موعود بھیجو۔ اس نے خود ہی اپنے فضل سے ہم پر یہ احسان کیا۔ پس اسوقت اپنے دلوں کے دروازے کھول دو۔ اور فائدہ اٹھا لو۔ اپنے کھیتوں کے گرد آڑیں بنا لو تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی بارش کا پانی انہیں پڑے اور پڑ کر نکل نہ جائے۔ اب اس شکل کا انسان جیسا کہ تم نے دیکھا ہے۔ دنیا میں نہیں آئیگا۔ بہت لوگ ایسے تھے۔ جو کہتے تھے۔ کہ اگر ہم آنحضرت کے زمانہ میں ہوتے۔ تو ایسا کرتے۔ ان لوگوں کی اصلیت ظاہر کرنے کے لئے خداتعالےٰ نے اپنے ایک برگزیدہ کو بھیج دیا۔ کہ اب ہی کچھ کر کے دکھا دو۔

لیکن انھوں نے جو کچھ کیا۔ وہ معلوم ہی ہے۔ تو پھر کبھی یہ دن نہیں آئیں گے۔ تم ان سے فائدہ اٹھا لو۔ خداتعالےٰ تم پر رحم کرے ✪

دعوت الی الخیر

مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی سید سرور شاہ صاحب راستہ میں آنے والے شہروں میں فرصت کے مطابق تبلیغ کرتے ہوئے حیدر آباد پہنچ گئے ہیں۔ اور انھوں نے تبلیغ شروع کر دی ہے۔ مفتی صاحب نے اپنا قیام مولوی غلام اکبر صاحب وکیل کے مکان میں کیا ہے۔ جسمیں ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف کے پاس شہر کے معزز لوگ آتے جاتے ہیں۔ اس لئے ان سے گفتگو کرنے کا انہیں موقعہ مل جاتا ہے۔ ۱۸ تاریخ کے خط میں مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ صبح سے بارہ بجے تک پانچ معزز اشخاص کو تبلیغ کی گئی۔ اور انھوں نے پھر ملاقات کا وعدہ کیا۔ اسطرح انشاء اللہ تبلیغ کا سلسلہ دن بدن ترقی کرتا جائیگا۔ آج کل چونکہ وہاں محرم کی وجہ سے سنی اور شیعہ دونوں فرقوں کے آدمی اس بدعت میں حصہ لے رہے ہیں۔ اور بڑے زور شور سے محرم کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ اور ہزاروں روپیہ خرچ کر کے لوگ بڑے ساز و سامان مہیا کرنے میں مشغول ہیں۔ اس لئے خاص طور پر تبلیغ کا کام نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم فرداً فرداً جو تبلیغ ہو رہی ہے۔ وہ بھی نتیجہ خیز ہے۔ چنانچہ ایک نوجوان محمد سراج الدین کی جدید بیعت کی درخواست مفتی صاحب کی معرفت آئی ہے۔ اور مختلف طریقوں پر تبلیغ ہو رہی ہے۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے خطبہ جمعہ پڑھتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کی خوب کھول کر تبلیغ کی۔ اور ضروریات زمانہ بیان کر کے ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت عین وقت پر ہوئی ہے۔ اور آیت اٰخرین منھم کا مطلب سمجھایا۔ اسلام کی جو حالت اسوقت ہو رہی تھی۔ وہ کسی سمجھدار انسان سے پوشیدہ نہیں۔ دوسرے مذاہب کے پے در پے حملے اسقدر کثرت اور شدت سے ہو رہے تھے۔ کہ اس زمانہ سے پیشتر کبھی نہ ہوئے تھے۔ عیسائی اسلام پر وار کرتے تھے۔ آریہ اسلام پر حملہ آور تھے۔ برہمو۔ دہریہ اور دیگر مذاہب والے اسلام کے نقائص بیان کرتے تھے لیکن مسلمان ایسی غفلت میں تھے۔ کہ ان کو کچھ معلوم ہی نہ تھا۔ اور دن بدن زیادہ غافل ہوتے جاتے تھے۔ اسلام میں غلط عقیدوں اور جھوٹی روایتوں نے شامل ہو کر اس کو ایسا بد نما بنا دیا تھا۔ کہ مسلمانوں کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اور اسلام کو ایک مردہ مذہب سمجھ لیا گیا تھا۔

پس اگر ایسے وقت میں بھی خداتعالےٰ اسلام کی مدد نہ کرتا۔ اور اس مسیح کو نہ بھیجتا جسکا وعدہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تھا۔ کہ وہ اسلام کی نصرت اور مدد کریگا۔ تو اور کونسا وقت تھا۔ اسوقت اسلام مسلمانوں سے نالاں اور دوسرے لوگوں سے ترساں تھا۔ لیکن مسیح موعود نے آکر اسمیں وہ قوت اور توانائی ڈال دی۔ کہ اب کسی کو مقابلہ کی جرأت ہی نہیں۔ اس لئے اسلام کی صداقت اور سچائی کی جو بہت بڑی دلیل ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود ہی ہے۔ آپ کی تعلیم کو ہم اسلام کی طرف سے دوسرے مذاہب کے مقابلہ پر اگر لے کر کھڑے ہو جائیں۔ تو ممکن نہیں۔ کہ کوئی دشمن اسلام کو ضعف پہنچا سکے۔ عیسائی اگر جھوٹی روائیتوں کی آڑ لیکر اسلام حملہ کرتے ہیں۔ تو اس کے جواب وہ لوگ ہیں۔ جو ان روائیتوں کے ماننے والے ہیں۔ ہمارے سامنے خدا کے ایک برگزیدہ انسان نے ہر ایک قسم کے نقصوں سے پاک اسلام پیش کیا ہے۔ اور قرآن شریف اور صحیح احادیث کے خلاف ان باتوں کو جو کہ بعد میں مل گئی تھیں۔ خارج کر دیا ہے۔ اس لئے ہم پر ان کا کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اگر عیسائی حضرت مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے (نعوذ باللہ) اس لئے فضیلت دیتے ہیں۔ کہ وہ آسمان پر انیس (۱۹) سو سال سے اب تک زندہ ہے۔ تو اس کا جواب دینا ان لوگوں پر عائد ہوتا ہے۔ جو کہ مسیح کو خلاف عقل و نقل اور محض کمزور اور غلط روایات کی بناء پر اب تک آسمان پر زندہ بیٹھا ہوا مانتے ہیں۔ ہمیں حضرت مسیح موعود نے بہت اچھی طرح مسیح کو مردوں میں شامل شدہ دکھا دیا ہے۔ اور ہم اس کو مردہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ اور نہ کسی کے ایسے بودے اعتراضوں سے حقیقی اسلام کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ تو یہ ضرورت تھی جس کے پورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو بھیجا۔ اور آپ نے اسکو احسن طریق سے پورا کر کے دکھا دیا ✪

مفتی محمد صادق صاحب نے خطبہ جمعہ کے بعد ایک مختصر تقریر میں حضرت مسیح موعود کی عظمت بیان کی۔ اور بتایا۔ کہ اس امت میں آپکا وہ درجہ ہے۔ جو نہ پہلے کسی کو ملا۔ اور نہ قیامت تک کوئی ایسا آنیوالا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کی عظمت اور صداقت کے لئے اتنے اتنے بڑے نشانات ظاہر کئے ہیں۔ کہ جنکو پیش کر کے ہم ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ آپ کا درجہ بہت بلند اور بہت اعلیٰ ہے۔ اور اب اسلام کی زندگی آپ ہی سے وابستہ ہے۔ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود کا نام دنیا کے سامنے پیش کر کے اسلام کو اعلیٰ اور نقائص سے پاک ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ خوب یاد رکھیں۔ کہ کبھی وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکینگے۔ جبتک کہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور آپکے وجود کو نہ پیش کریں گے ✪

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح و المہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن کے نوٹ

پارہ تیسواں - سورۃ البیّنہ

بقیہ رکوع اوّل

یعنی ان میں لوگوں نے جو گند ملا دیا ہے۔ انکو دُور کر کے پھر وہ تعلیمیں ان لوگوں کو سنائیں اب مسلمان قرآن شریف کی طرف بہت سی گندی باتیں منسوب کرتے ہیں۔ اور قرآن سے ہی ثابت کرتے ہیں کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے۔ وہ مردوں کو زندہ کیا کرتا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیب دانی اس قرآن سے ثابت کیجاتی ہے اسی سے شرک کے فتوے اور سود کے جواز کے دلائل نکالے جاتے ہیں۔ اور گویا اس وقت اصل قرآن معانی کے لحاظ سے آسمان پر چلا گیا تھا۔ اور اب حضرت مسیح موعودؑ نے ان تمام گندوں سے پاک کر کے لوگوں کے سامنے اسکو پیش کیا ہے۔ پس ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم اسلام کو پھیلاتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کو پیش نہیں کرتے۔ ایک بے ہودہ اور لغو بات ہے۔ پہلے حضرت مرزا صاحب کو کوئی پکڑے گا۔ تو پھر اسے اسلام سکھایا جائیگا۔ نہ کہ وہ پہلے اسلام سیکھ کر پھر حضرت صاحب کو مانیگا۔

ایک زمانہ تو ایسا تھا۔ کہ انسان نمازیں پڑھتا۔ روزے رکھتا۔ شریعت کے تمام احکام کو بجا لاتا۔ تو پھر اُسے سچی خوابیں آتیں۔ جن سے اس کا ایمان اور زیادہ ترقی کرتا۔ لیکن اب اگر کوئی یہ کوشش کرے۔ کہ پہلے مجھے الہام ہوں اور مقرب بارگاہ الٰہی بن جاؤں۔ تب مَیں مسیح موعود کو مانوں تو وہ دہریہ ہو جائے گا اب تو ایک نبی آیا ہے۔ جو کہ اسکو زندہ معجزہ دکھاتا ہے۔ اس لیئے اس کے بچنے کا یہی طریق ہے۔ کہ اس کو مان لے۔ کوئی مامور جس زمانہ میں آتا ہے وہ زمانہ بڑی تاریکی اور ظلمت کا ہوتا ہے۔ اور انسان جب تک اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں نہ دے۔ نہیں بچ سکتا۔ ہاتھ میں ہاتھ دینے سے اصلاح ہوتی ہے۔ نہ کہ پاک ہونے کے بعد ہاتھ پکڑا جاتا ہے۔

فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝ یہ قرآن جو ہم نے نبی کو دیا ہے۔ اسکے اندر ایسے لطیف احکام ہیں۔ جو نہایت اعلیٰ اور صحیح ہیں۔ لیکن یہ تعلیمیں پیچھے ہوتی ہیں۔ پہلے نبی کو کوئی مانے تو پھر ان احکام سے مستفیض ہو سکتا ہے۔ اس زمانہ میں ہزارہا لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق سچی خوابیں آئیں۔ اور انہوں نے مان لیا۔ پہلے زمانہ میں بڑی بڑی کوششوں اور مجاہدوں کے بعد سچی خوابیں آیا کرتی تھیں۔ لیکن چونکہ اب ایسا زمانہ تھا کہ لوگ دہریت کے بالکل قریب تھے۔ اس لیئے خدائے تعالیٰ نے یہی ذریعہ ان کی ہدایت کا بنا دیا۔ کہ یہ پہلے ایک رسول کو مان لیں۔ تو پھر انکی روحانی ترقی ہو جائے گی۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ اور نہیں متفرق ہوئے اہل کتاب مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس بینہ آئی۔ کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ انسان جلدی ہلاک تو اسوقت ہوتا ہے۔ جبکہ اس کو کوئی علاج میسر نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب اسکو علاج میسر آجائے۔ تو وہ طبعاً خوش ہوتا ہے۔ کہ اب مَیں بچ جاؤنگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تعجب ہے ان لوگوں پر کہ جب انکی بیماری کا علاج انکے پاس آیا۔ تو اس میں اختلاف کرنے لگے۔ کہ ہم اسکو نہیں مانتے۔ اور نہ اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۝ انکے انکار کی کیا وجہ ہے۔ کیا یہ علاج تلخ تھا؟ ایسا تو نہیں تھا۔ یہ لوگ تو ہزاروں خدا اور معبود بنا کر انکی عبادت کرتے تھے۔

حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝ ہم نے ان کو ہزاروں کی عبادت سے چھوڑا کر صرف ایک ہی کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔ تو پھر انہیں کیا تکلیف پہنچی۔ یہ تو ہزاروں اور لاکھوں کی عبادت کر کے انکو خوش کرنا چاہتے تھے۔ حالانکہ ایک ملازم کا تو دو افسروں کو بھی خوش کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اور ہم نے تو سب کی عبادت چھوڑا کر صرف ایک خدا ہی کی عبادت کا حکم دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ دین کو خدائے تعالیٰ کے لیئے ہی خالص کریں۔ اور ایسے مخلص ہو جائیں۔ کہ راہ ہدایت سے اِدھر اُدھر نہ ہوں۔ اور ہر قسم کی بدیوں سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اور نمازوں کو قائم کریں۔ زکوٰۃ دیں۔ اگر اس طرح وہ کرتے تو یہ تو بڑا اعلیٰ درجہ کا دین تھا اور بڑے پاک لوگوں کا دین تھا۔ ان کو یہ باتیں بُری کیوں لگیں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا بے شک وہ لوگ جو اہل کتاب میں سے کافر ہوئے اور مشرک وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہ شخص جو نبی کے زمانہ میں ہدایت حاصل نہیں کرتا۔ اس کمبخت کی

وہی حالت ہوتی ہے۔ جو ایک ایسے مریض کی جو دوا کھانے سے انکار کردے۔ آج نکاح کو ہی دیکھ لو۔ دین تو بتاتا ہے۔ کہ اپنی حیثیت کے مطابق اگر تمہارے پاس لوہے کی انگوٹھی ہے۔ تو اسی کو مہر میں دیکر نکاح کرو۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے دین کو چھوڑ دیا ہے۔ عورتوں کو مہر تو نہیں دیتے۔ مگر۔ کنجروں۔ ڈوموں اور دوسری فضول رسموں میں اتنا روپیہ ضائع کرتے ہیں۔ کہ مقروض ہو جاتے۔ جائدادیں فروخت کر دیتے ہیں۔ اور اگر ان کو منع کیا جائے۔ تو کہتے ہیں کہ خرچ نہ کرنے سے ہماری ناک کٹ جاتی ہے۔ لیکن جب مہاجن ہر چھ ماہ کے بعد اپنی سود در سود کی کند چھری سے ان کی ناک کاٹتا ہے۔ تب انہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمیں دین کو چھوڑ کر کیا فائدہ ملا۔

اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝	وہ لوگ جو انبیاء کو نہیں مانتے۔ وہ دنیا میں سب مخلوق سے بدتر ہوتے ہیں۔

ایک کتّے کو بھی کوئی شخص روٹی ڈالے تو وہ احسان فراموشی نہیں کرتا مگر ایسے لوگ خدائے تعالیٰ کے اسقدر احسانات کے باوجود اس کے احکام کو رد کرتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝	وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اور پھر کام بھی اچھے کیئے۔ یعنی شریعت کے احکام پر چلے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اعلیٰ درجہ کی مخلوق ہیں۔
جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ	ان کی جزا کیا ہو گی۔ کیا خیر البریہ یوں ہی انکا نام رکھ دیا گیا ہے۔ نہیں ان کی جزا ان کے رب کے نزدیک بہشت ہیں ہمیشہ رہنے والے۔ یہ ان کے لیئے ہمیشہ ہمیش قائم رہیں گے۔ اور ان سے چھینے نہیں جائیں گے۔ انکے

نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ تاکہ وہ خشک نہ ہو جائیں۔ کیونکہ جس باغ میں پانی نہ ہو۔ وہ خشک ہو جاتا ہے۔ ہمیشہ وہ اس میں رہینگے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۝	یہ کیوں نہ ہو۔ یہ اپنے مولیٰ سے راضی اور مولیٰ ان سے راضی ہو گیا۔
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝	یہ اُن لوگوں کو انعام ملے گا۔ جو کہ اپنے رب کی طرف سے ڈرتے ہیں۔ اور اس کے رسول کو مانتے ہیں۔ نہ کہ

ان کو جو کہ کہتے ہیں۔ کہ ہم مامور کو نہیں مانتے۔

سُوْرَةُ الزِّلْزَال

۳- جولائی ۱۹۱۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورہ پیشگوئی ہے۔ جیسا کہ پچھلی سورتوں میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض اور آپ کی بعثت کی ضرورت اور آپ کی ترقیات کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی طرح اس سورہ میں آپ کے ممتد زمانہ کا ذکر فرمایا ہے۔ بعض انسان آندھی کی طرح آتے اور بگولے کی طرح چلے جاتے ہیں۔ اور بعض حکومتیں بہت قلیل عرصہ رہتی اور پھر تباہ ہو جاتی ہیں۔ مثلاً سکندر بڑا فاتح گذرا ہے۔ مگر اس کی فتوحات کیا تھیں۔ اس کی آنکھ بند ہوتے ہی حکومت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور چار بادشاہ بن گئے۔ بعض انسان اپنی زندگی میں ہی ترقی کے زینہ پر پہنچ کر تباہ ہو جاتے ہیں۔ نپولین بڑا مشہور فاتح گذرا ہے۔ جس نے تمام یورپ کو فتح کیا تھا مگر اس کی فتوحات کا جو نتیجہ نکلا۔ اس نے مرنے کے بعد نہیں بلکہ اپنی زندگی میں ہی تنزل دیکھ لیا۔ اور قید خانہ میں ہی اس کی جان نکلی۔ ایسے انسان کے دل میں جو حسرتیں اور آرزوئیں ہوتی ہیں۔ ان کا اندازہ وہ شخص نہیں لگ سکتا جس کو کبھی ایسی ناکامی نہیں ہوئی۔ نپولین بونا پارٹ کی قید خانہ میں یہ حالت ہو گئی تھی۔ کہ فرانس کی طرف منہ کر کے آہیں بھرتا تھا۔ اب لوگوں نے اس کی بڑی بڑی تعریفیں کی ہیں۔ اور کئی سوانح عمریاں لکھی ہیں۔ لیکن اس کی کیا زندگی تھی۔ اور کیا آرام تھا۔ اس کا انجام ایسا عبرت ناک ہوا۔ کہ کم ہی کسی اور کا ہوا ہو گا۔ پھر بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو کہ ترقی کے لیئے بڑی بڑی پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ لیکن ان کو ترقی نصیب ہی نہیں ہوتی۔ تو کوئی اپنی ترقی میں تنزل اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیتا۔ اور کسی کے مرنے کے بعد اس کی حکومت میں زوال شروع ہو جاتا ہے۔ اور کوئی اپنی آرزو میں کامیاب ہی نہیں ہو سکتا۔ کوئی حکومت تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہ کر نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک زمانہ نہیں دو نہیں۔ بلکہ قرآن شریف میں مختلف زمانوں کی پیشگوئیاں ہیں۔ حتّٰی کہ قیامت تک کے زمانہ کے حالات درج ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کون فاتح انسان ہو سکتا ہے۔ حکومت ملی تو وہ کہ تمام دنیا کے کونوں تک پھیل گئی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی

میں ہی گمنامی کی زندگی سے بادشاہ ہوگئے۔ پھر خدائے تعالیٰ کا آپ سے یہ وعدہ کہ جب تم پر کوئی مصیبت آئے گی۔ تو ہم تمھاری حفاظت کریں گے۔ ہر وقت آپ سے پورا ہوتا رہا۔ پھر آپ کو ایسی حکومت ملی۔ جو کہ دلوں پر حکومت تھی۔ بادشاہوں کی کیا حکومت ہوتی ہے وہ لوگوں کی زبانوں پر تو قابو پا لیتے ہیں۔ لیکن دلوں پر قبضہ نہیں کر سکتے اس لیئے کئی بادشاہ قتل کیئے جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کی ہلاکتیں اور مصیبتیں ان کو برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت ان بادشاہوں کی طرح نہ تھی۔ بلکہ آپ کی حکومت دلوں پر تھی جسکو کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی نہیں چھین سکتا۔ ملک چھینے جا سکتے ہیں۔ لیکن کیا کوئی دلوں کو بھی چھین سکتا ہے ہرگز نہیں اہل یورپ نے بڑی ترقی کی ہے۔ اور مسلمانوں کے اکثر ملک چھین لیئے ہیں۔ مگر کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت سے جو کہ دلوں پر ہے ذرا بھی چھین سکے ہیں۔ بالکل نہیں۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ؕ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک زمانہ کی نسبت فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئیگا۔ جبکہ زمین ہلائی جائیگی۔ پھر اسکا ہلایا جانا معمولی نہیں ہوگا۔ بلکہ ممکن سے ممکن جسقدر ہلائی جا سکتی ہے وہ ہلائی جائیگی۔

زمین دو رنگ میں ہلائی گئی۔ ایک یہ کہ حضرت مسیح نے پیشگوئی کی تھی۔ کہ میں دوبارہ آؤنگا۔ اسوقت مریاں پڑیں گی۔ زلزلے آئیں گے۔ تو یہ علامت مسیح کے دوبارہ آنیکی ہے۔ دوسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کی آمد کا ذکر فرمایا ہے۔ اور زلزلوں سے مسیح کا خاص تعلق ہے۔ تو یہ ایک خبر ہے۔ کہ ایک وقت ایسا آئے گا۔ جبکہ زمین ہلائی جائے گی۔ اور بڑی خطرناک ہلائی جائے گی۔ یہ پیشگوئی خدائے تعالیٰ کے سوا اور کون کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح نے کہا کہ زلزلے آئیں گے۔ لیکن ہم اس پیشگوئی کو اس کی نقل نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اذا زلزلت الارض زلزالھا کہ اسوقت زمین کا ہلانا کمال کو پہنچ جائیگا۔ اس میں بڑی بھاری اہمیت پائی جاتی ہے۔ ورنہ زلزلے تو ہمیشہ آیا ہی کرتے ہیں۔ کسی بات کو اس قدر اہمیت خدائے تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں دے سکتا۔ اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے اعلان کیا۔ کہ زلزلے آئیں گے۔ اور پھر اسکے کہنے کے مطابق زلزلے آئے۔ اور اس قدر آئے۔ کہ اس سے پہلے ایسے کبھی نہ آئے تھے۔ اس زمانہ کے زلزلوں کی تعداد پہلے کی نسبت بہت ہی بڑھی ہوئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

۳ - جولائی ۱۹۱۴ء

انسائیکلوپیڈیا سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر زلزلے ان چند سالوں میں آئے ہیں۔ ان کی تعداد پہلے کی نسبت بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ان زلزلوں کی ابتدا ۱۹۰۵ء سے شروع ہوئی ہے۔ اور شروع بھی اس علاقہ سے ہوئی ہے۔ جہاں کہ مسیح موعود علیہ السلام آئے۔ کانگڑہ کے خطرناک زلزلے سے سینکڑوں ہزاروں لوگ تباہ ہوگئے جس کے متعلق قبل از وقت اعلان کیا گیا تھا۔ کہ ایک خطرناک زلزلہ آئیگا۔ جس سے عارضی اور مستقل رہائش کے مکان تباہ کیئے جائیں گے۔ پھر یہ خبر دی گئی کہ لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنا رہے ہیں مگر وہ دن آتے ہیں کہ تباہ ہو جائیں گے پھر یہ الہام ہوا کہ دنیا پر بہت کثرت سے زلزلے آئینگے۔ اور بار بار اور ہر علاقہ میں آئینگے اس کے بعد یہ بھی الہام ہوا کہ وہ لوگ جو ایک انسان کو پوجتے ہیں اور اسکو خدا کا قائم مقام خیال کرتے ہیں ان کے ممالک میں خصوصاً زیادہ زلزلے آئیں گے۔ ان پیشگوئیوں کے بعد ہندوستان میں۔ سسلی میں۔ سان فرانسسکو میں۔ جاپان میں۔ امریکہ یورپ اور ایشیا کے مختلف مقامات میں زلزلے آئے اور اس شدت سے آئے کہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ اتنے قلیل عرصہ میں پیشتر ازیں کبھی نہیں آئے۔ پس یہ وہی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے اذا زلزلت الارض زلزالھا۔ کہ ایک ایسا وقت آئیگا۔ جب کہ زمین ممکن سے ممکن طور پر ہلائی جائے گی۔

واخرجت الارض اثقالھا ؕ پھر اس زمانہ میں ایک اور بات ہوگی۔ اور وہ یہ کہ زمین کے اندر جو کچھ بھرا پڑا ہوگا۔ وہ سب نکال کر باہر پھینک دیگی۔ اس زمانہ میں بہت سی ایسی نئی دھاتیں نکلی ہیں۔ جو کہ پہلے نہیں تھیں۔ اور سونے چاندی اور دوسری دھاتوں کی اتنی کثرت ہوگئی ہے کہ اتنی کسی پہلے قرن میں ہرگز نہ تھی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اسوقت مخلوقات بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اسکو مال کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس لئے دھاتیں زیادہ تلاش اور کوشش کر کے زمین سے نکالی جاتی ہیں۔ ہیرے اور جواہرات اس کثرت سے نکالے گئے ہیں کہ یورپ کے اس علم کے ماہر لوگ فکر میں پڑے ہوئے ہیں کہ آئندہ ہیرے وغیرہ نہیں نکل سکیں گے۔ پس یہی ہے جو کہ زمین نے اپنے اندر سے نکال کر پھینک دیا ہے۔

وقال الانسان مالھا اور اس وقت انسان کہہ اٹھے گا۔ کہ زمین کو کیا ہو گیا ہے۔ ایک طرف تو انسان بڑی بڑی خطرناک تباہیاں اور زلازل دیکھے گا۔ اور دوسری طرف زمین سے بہت کچھ نکلتا ہوا اسکو دکھائی دیگا۔ تو وہ بے اختیار کہدیگا کہ اسکو کیا ہوگیا کوئی چھ سات سال کا عرصہ گزرا ہے۔ کہ جب سخت زلزلے لگے۔ تو سول اینڈ ملٹری گزٹ (انگریزی اخبار کا نام) میں ایک مضمون لکھا گیا تھا جس کے یہی الفاظ تھے کہ کچھ پتہ نہیں لگتا کہ زمین کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ زمین کے علوم سے واقفکاروں کی طرف سے لکھا گیا تھا تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اسوقت ایک طرف بڑی تباہیاں آئیں گی۔ اور دوسری طرف اسقدر ترقی ہوگی۔ جو کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ تو انسان کہہ اٹھیگا کہ کیا ہوگیا؟ حدیثوں میں لکھا ہے کہ دجال کے ساتھ دوزخ اور

بہشت ہوگا تو دونوں باتیں آجکل پوری ہو رہی ہیں - انکی بدکاریوں اور گناہوں کی وجہ سے تباہیاں بھی آرہی ہیں - اور انہوں نے طرح طرح کے عیش اور آرام کے سامان بھی مہیا کر رکھے ہوئے ہیں -

یومئذٍ تحدث اخبارھا اس دن زمین اپنی خبروں کو بیان کرے گی - یعنے اس دن جیسا کسی نے عمل کیا ہوگا ویسا ہی اسکو نتیجہ ملجائیگا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے بھی معنے بیان فرمائے ہیں - کہ جو کچھ لوگ عمل کرتے رہے ہونگے - وہ ظاہر ہو جائینگے - زمین لوگوں کے اعمال کو ظاہر کرے گی یعنی ہر ایک کے عمل کا نتیجہ نکلنا شروع ہو جائے گا زمین میں بد اعمال لوگوں کو سزا اور نیک اعمال لوگوں کو بدلے ملینگے -

بان ربک اوحیٰ لھا کیوں زمین لوگوں کے اعمال کو ظاہر کرے گی اسلئے کہ تیرے پروردگار نے اسکو وحی کی ہے - کہ اعمال کو ظاہر کرنا شروع کرے - آجکل وہ زمانہ ہے کہ بدکار کو بدیوں کی سزا اور نیکوکاروں کو نیکیوں کی جزا مل رہی ہے - دیکھو دنیاوی حیثیت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کیا حالت تھی ؟ اپنے ملک میں اپنے ضلع میں اپنے گاؤں میں حتیٰ کہ اپنے گھر میں بھی آپ ریاست قائم نہیں رکھ سکتے تھے - لیکن آپ میں خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری کی وجہ سے ایسی طاقت پیدا ہو گئی - کہ اگر کوئی دنیا کے دوسرے سرے سے بھی آپ کی ہتک کرتا تو ہلاک ہو جاتا - اس سے خدا تعالےٰ نے یہ بتا دیا کہ جلالی رنگ کی کامیابی میں لوگ شکوک پیدا کرنے شروع کر دیتے ہیں اسلئے ہم اپنے ایک بندے کو جمالی رنگ میں ہی دنیا پر کامیاب کر کے دکھا دیتے ہیں - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جلالی رنگ میں دنیا کو فتح کیا - اور خبیث لوگوں نے یہ اعتراض گھڑ لیا کہ آپ نے تلوار کے زور سے فتح حاصل کی تھی اور اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تھا - میں سمجھا کرتا ہوں - کہ مسیح موعود علیہ السلام ان اعتراضوں کو مٹانے کے لئے آئے تھے - جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کئے گئے - لوگوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تلوار کے زور سے اسلام پھیلایا - اللہ تعالےٰ نے اسکے جواب میں انکو دکھا دیا - کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو آقا تھا - ہم اسکے غلام کو کھڑا کر کے دکھا دیتے ہیں کہ جو اسکے مقابلہ کے لئے اٹھیگا - وہی نیچا دیکھیگا تو جب غلام کا مقابلہ کرنیوالا تباہ ہو جاتا ہے تو کیا جو آقا سے مقابلہ کریگا - وہ تباہ نہیں ہوگا ؟ ضرور ہوگا - تو اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کو جمالی رنگ میں کامیابی عطا فرمائی -

جمالی رنگ میں جن انبیاء کو کامیابی ہوئی ہے انکو اس وجہ سے لوگوں نے غلطی کھا کر خدا بنا لیا - کہ انکی نظروں میں انکی کامیابی کے کوئی سامان نہیں ہوتے - لیکن وہ اپنے ہر دشمن پر کامیاب ہو جاتے ہیں - بان ربک اوحیٰ لھا کے یہ معنے بھی ہیں کہ خدا تعالےٰ نے زمین کو وحی کی ہے کہ تم اب مٹا کے بد اعمال اھل ان لوگوں کو جنہوں نے ہمارے نبی کا مقابلہ کیا ہے سزا دو - اسی بات کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشارہ فرمایا ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے - تو اللہ تعالےٰ انبیاء کی تائید کے لئے زمین - آگ - ہوا - پانی وغیرہ انکے مطیع کر دیتا ہے - اور یہ چیزیں لوگوں کے اعمال ظاہر کرنے شروع کر دیتی ہیں - یعنی نیکوں کے لئے فائدہ مند اور نفع رساں ہو جاتی ہیں - اور بدکاروں کی تباہی اور ہلاکت کا موجب بنتی ہیں

زمین کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے کہ یانبی اللّٰہ کنت لا اعرفک - جب خدا تعالےٰ نے زمین کو حکم دیا کہ ہمارے نبی کی تائید کرو - تو اس نے خدا تعالےٰ کی معرفت عرض کی - کہ اے نبی اللہ مجھے معلوم نہیں تھا - کہ تیرے جیسا بڑا انسان مجھ پر چلتا پھرتا ہے - جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچپن کی حالت میں چلتے ہونگے یا جوان ہو کر یا مامور ہونے سے پہلے زمانے میں - تو زمین کو کیا معلوم تھا - کہ کسی وقت یہی ایک عظیم الشان انسان ظاہر ہوگا - اور مجھے اسکی تائید کرنی ہوگی - تو انبیاء کی تائید کے لئے ہر زمینی اور آسمانی چیز مقرر کیجاتی ہے -

یومئذٍ یصدر الناس اشتاتاً اس دن لوگ ترقی کے کمال معیار کو پہنچکر واپس لوٹیں گے مگر متفرق ہو کر لوٹینگے -

لیروا اعمالھم تاکہ انکو انکے اعمال دکھائے جائیں -

اذا زلزلت الارض زلزالھا میں ارض کے معنے زمین والے لوگ بھی ہو سکتے ہیں - کیونکہ قرآن شریف میں آیا ہے و سئل القریۃ التی کنا فیھا والعیر التی اقبلنا فیھا - کہ قریہ سے پوچھ .... جس میں ہم رہتے تھے - یعنے اہل قریہ سے پوچھ لو - یا اس قافلہ سے پوچھ جس میں ہم آئے ہیں یعنے اہل قافلہ سے ...... - تو اسکے یہ معنے ہوئے کہ زمین پر رہنے والے لوگ سخت ہلا دیئے جائینگے - اور لوگ اپنے بوجھ لا کر ڈال دیں گے - تحدث اخبارھا جس طرح اس زمانہ میں ہوا ہے - پہلے کبھی نہیں ہوا - جواری طرح طرح کے اشتہار دیکر عجیب عجیب رنگ میں جوآ کھیلتے ہیں - بڑے بڑے بدمعاش چوری کر کے اعلان کرتے ہیں کہ دیکھو کسی نے ہمکو نہیں پکڑا - پچھلے دنوں یورپ میں ایک بڑی بھاری چوری ہوئی تھی - اس چور نے دوسرے ملک میں جا کر اشتہار دیا کہ دیکھو میں کیسا بہادر ہوں کہ کوئی میرا پتہ نہیں لگا سکا - تو ہر ایک قسم کی باتیں نکل رہی ہیں - کوئی چھپی نہیں رہی تو اس زمانہ میں بہت کثرت سے نیکوں کی نیکیاں اور بدوں کی بدکاریاں ظاہر ہو رہی ہیں - اور نیک اعمال بھی اپنے کمال اور بد بھی اپنے کمال کو پہنچ چکے ہیں - قرآن شریف میں انکے متعلق بڑی بڑی سزاؤں کا بھی ذکر ہے -

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۔ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ پس جو شخص ذرہ بھر بھی نیکی کریگا - اسکو وہ دیکھے گا - اور جو ذرہ بھر بھی بدی کرے گا